عادی گداگر، رحمت الٰہی سے محروم

آپ ﷺ میت کے وارثوں سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرتے، اگر قرض ادا نہ کیا جاتا تو آپ ﷺ اس مقروض کی نماز جنازہ خود نہ پڑھاتے تھے

مالی معاملات میں قرض وادھار کے معاملے میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 282 میں جو قرآن کریم کی سب سے طویل آیت ہے بہت اہم احکامات دیئے گئے ہیں جبکہ اکثر لوگ ان ہدایات کو نظرانداز کر کے بہت سی مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کی اس عظیم آیت مبارکہ میں ادھار کے متعلق جو ہدایات دی گئی ہیں، فقہائے کرام نے اس کی جو وضاحت کی ہے۔ قارئین کی رہنمائی کیلئے اہم نکات پیش خدمت ہیں۔

☆ تجارت اور کاروبار ہو یا قرض وادھار کا معاملہ اس کو لازماً ضبط تحریر میں لایا جائے۔ محض زبانی بات چیت پر انحصار ہرگز نہ کیا جائے۔

☆ قرض کے معاملے میں مدت کا تعین ضرور کیا جائے، اس کی میعاد مبہم نہ ہو بلکہ مہینہ اور تاریخ کا تعین بھی کیا جائے۔

☆ اگر معاملہ دست بدست کا ہو تو تحریر کے بغیر بھی لین دین درست ہے لیکن اس پر 2 گواہ رکھنا ضروری ہے۔ امام حاکمؒ روایت کرتے ہیں "اس شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی جو کسی کو قرض دے اور اس پر گواہ نہ بنائے (**بحوالہ ابن کثیر**)

☆ ہر معاہدے کیلئے 2 گواہ ضروری ہیں۔ اگر 2 مرد گواہی کیلئے نہ مل سکیں تو ایک مرد اور 2 عورتیں گواہ بنا لئے جائیں۔

☆ لکھوانے کی ذمہ داری قرض لینے والے پر ہوگی۔

اختصار کی خاطر جو چند نکات تحریر کئے گئے ہیں ان اہم ہدایات کی خلاف ورزی کی وجہ سے لوگ بعد میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور پھر جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ہم تو بڑے پرانے دوست تھے، ہمارا بڑا قریبی رشتہ تھا۔ باہمی اعتماد کی وجہ سے کسی تحریر کی یا گواہوں کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی لیکن جس حکیم مطلق اور علیم وخبیر ذات نے یہ احکامات دیئے ہیں ان پر عمل کرنے میں ہی ہماری بہتری اور بھلائی ہے۔

دین اسلام میں شدید مجبوری کے بغیر قرض لینے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے۔ نبی ﷺ قرض سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور نمازوں کے آخر میں سلام سے پہلے جو دعائیں پڑھنے کی آپ ﷺ نے تعلیم دی ہے ان میں خاص طور پر قرض سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم شامل ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے "جس نے قرض لیا اور ادائیگی کی نیت نہیں تھی وہ دراصل چور ہے"

آپ ﷺ کے سامنے جب کوئی جنازہ لایا جاتا تو آپ ﷺ دریافت فرماتے کہ اس کے ذمہ کوئی قرض تو نہیں، اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ اس کے وارثوں سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرتے، اگر قرض ادا نہ کیا جاتا تو آپ ﷺ اس مقروض کی نماز جنازہ خود نہ پڑھاتے تھے۔ یہ کتنا خوفناک منظر ہے گویا وہ قرضدار شخص نبی ﷺ کی دعائے مغفرت سے محروم رہتا۔

آپ ﷺ کا مشہور فرمان ہے کہ "شہید کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے قبل اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے" (**مسلم**)

ان تعلیمات سے اعراض کرتے ہوئے مسلم ممالک میں بھی افراد اور اداروں سے لیکر حکومتوں تک قرض ایک وبائی مرض کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ بعض افراد نے ادھار مانگنا فیشن بنالیا ہے اور واپسی کا نام ہی نہیں لیتے اور ہمارے حکمرانوں نے یہود و نصاریٰ کی معاشی پالیسیوں کو اپناتے ہوئے پوری قوم کو قرض کے جال میں جکڑ کر امریکہ کیلئے نرم چارہ بنادیا ہے۔

قرض لینے والا جب استطاعت کے باوجود اسکی ادائیگی نہ کرے تو وہ بہت بڑا ظالم ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے ''مالدار قرضدار کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے'' ابوداؤد کی روایت ہے ''قرض ادا کرنے کی استطاعت کے باوجود اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنیوالا اسکی سزا اور اپنی آبرو کو حلال کرلیتا ہے'' اس حدیث کی شرح میں محدثین فرماتے ہیں: سوسائٹی کی نگاہ میں اس کو گرانا اور اسلامی حکومت ہو تو اس کو مناسب سزا دینا اور اس کو معاشرے میں ذلیل کرنے کے دوسرے طریقے اختیار کرنا تاکہ دوسرے لوگوں کے مال محفوظ رہ سکیں اور پیشہ ور ادھار مانگنے والے دوسروں کو دھوکا نہ دے سکیں۔

باہمی معاملات میں مقروض اگر واقعی مجبور ہو تو اس کو سہولت دینا بہت ہی نیکی کا عمل ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے ''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو غم اور گھٹن سے بچائے تو اسے چاہیئے کہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا اس کا بوجھ اتار دے (یعنی اس کو معاف کردے)

بخاری و مسلم کی روایت ہے ''نبی ﷺ نے فرمایا ایک شخص لوگوں کو قرض دیتا تھا پھر وہ اپنے کارندے کو جسے قرض کی وصولی کیلئے بھیجتا تھا یہ ہدایات دیتا تھا کہ اگر کسی تنگدست قرضدار تک پہنچو تو اسے معاف کر دینا شاید کہ اللہ تعالیٰ بھی ہمارے ساتھ درگزر کا معاملہ فرمائے۔ یہ شخص جب اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ کیا'' مالدار لوگوں کو چاہیئے کہ مستحقین کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں تاکہ ان کا آخرت کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔

بخاری شریف میں ارشادِ رسالت ﷺ ہے ''جو شخص دوسروں سے قرض لیتا ہے تاکہ ضرورت پوری کرکے ان کا مال واپس کردے تو اللہ تعالیٰ اس کے قرض کی ادائیگی کا انتظام فرمادیتا ہے اور جو اس نیت سے قرض لیتا ہے تاکہ دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کرے، اللہ اس کے مال کو تباہ و برباد کردیتے ہیں''

قرض سے ہٹ کر گداگری بھی کاروباری صورت اختیار کر چکا ہے جبکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے ''کسی ایسے شخص کیلئے صدقہ، خیرات لینا جائز نہیں جو توانا اور تندرست ہو (ترمذی)

کتنے لوگ ہیں جو ہٹے کٹے ہونے کے باوجود بھیک مانگتے ہیں اور بعض اپنی یا دوسروں کی معذور اولاد کو اٹھائے یا ساتھ لئے بھیک مانگتے پھرتے ہیں حالانکہ وہ محنت مزدوری کرکے اس معذور کی ضرورت پوری کرسکتے ہیں اور اب تو ایسے حادثات بھی رونما ہو رہے ہیں کہ لوگ معذور بچوں کو کرائے پر لیتے ہیں ان کے ذریعے بھیک مانگتے اور مال جمع کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں تو انسانیت کی اس قدر تذلیل ہو رہی ہے کہ بعض زیارتوں پر لوگ اپنی معصوم اولاد کا چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور وہاں بیٹھے ہوئے خوف خدا سے عاری مجاوران بچوں کے سروں پر لوہے کی ٹوپی فٹ کر دیتے ہیں جو بڑے ہو کر عجیب الخلقت نظر آتے ہیں پھر ان سے گداگری کے ذریعے مال اکٹھا کیا جاتا ہے، کیا

ایسے ظالموں کو قیامت کے دن کا کچھ بھی خوف نہیں ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص بھیک مانگنے کا عادی ہو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کی کوئی بوٹی نہ ہوگی'' (**بخاری و مسلم**)

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سوال کرنا جائز نہیں سوائے 3 اشخاص کے۔ایک وہ جس نے کسی کے مال کی ذمہ داری قبول کی ہو اور مال ضائع ہو جائے تو وہ تلف شدہ مال کے پورا ہونے تک سوال کر سکتا ہے، دوسرا وہ شخص جس کا مال کسی قدرتی آفت کی وجہ سے تلف ہو گیا ہو تو وہ مجبوری کی وجہ سے سوال کر سکتا ہے، تیسرا وہ فاقہ میں مبتلا شخص جس کے متعلق اس کی بستی کے 3 سمجھدار افراد گواہی دیں کہ وہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہے تو وہ اس وقت تک سوال کر سکتا ہے جب تک اسے گزر بسر کیلئے کوئی مال حاصل ہو۔ان 3 قسم کے اشخاص کے علاوہ جو شخص سوال کر کے مال حاصل کرتا ہے وہ دراصل حرام کھاتا ہے'' (**مسلم، ابو داؤد و نسائی**)

نبی ﷺ نے کبھی بھیک مانگنے والوں کی حوصلہ افزائی نہیں کی اور نہ ہی صحابہ کرامؓ اس کو اچھا سمجھتے تھے۔ہمارے ہاں کتنے بھکاری ایسے ہوتے ہیں جن کے مرنے کے بعد انکشاف ہوتا ہے کہ وہ لکھ پتی تھے۔

مالی معاملات میں آجر اور اجیر کے درمیان بھی اکثر اختلاف اور شکوے شکایات ہوتے رہتے ہیں۔اس معاملے میں بھی دین کی تعلیمات کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے معاملات خراب ہوتے ہیں۔

آجر و اجیر کے حقوق کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی اجرت ادا کرو'' (**ابن ماجہ**) لیکن بہت سے مالکان مزدوروں کا خون خشک ہونے کے بعد بھی طے شدہ اجرت ادا نہیں کرتے۔رسول اللہ ﷺ نے حدیثِ قدسی بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''3 قسم کے آدمی ہیں ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن میرا جھگڑا ہوگا۔ایک وہ شخص جس نے میرا نام لیکر کوئی معاہدہ کیا پھر اس کو توڑ ڈالا، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو اغوا کر کے بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھائی، تیسرا جس کسی سے مزدوری کروائی، کام اس سے پورا لیا اور اس کی اجرت پوری ادا نہ کی ہو'' (**بخاری**)

کتنے لوگ ہیں جو ملازموں اور مزدوروں کو ان کا حق ادا کرتے وقت ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں اور ان کو پریشان کرتے ہیں۔کبھی کہتے ہیں تمہارا کام صحیح نہیں، کبھی کہتے ہیں فلاں تاریخ کو آنا۔ہوسکتا ہے غریب کے گھر چولہا جلانے کیلئے بھی کچھ نہ ہو لیکن یہ صاحبِ مالک مختلف حیلوں، بہانوں سے اس غریب مزدور کو پریشان کرتا ہے، کیا ایسا کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے خوف سے بالکل بے نیاز ہیں؟ اغوا کر کے انسانوں کو یرغمال بنالینا اور پھر لاکھوں روپے لیکر ان کو چھوڑنا... کیا ایسا کرنے والوں کو کسی درجے میں بھی ایمان کی کوئی رمق حاصل ہے لیکن نہیں... ان میں سے بعض تو نمازیں بھی پڑھتے ہیں کیا یہ اللہ کے ساتھ دھوکا نہیں ہے؟

مالی معاملات کی اس قدر اہمیت اور اللہ و رسول ﷺ کی واضح ہدایات کے باوجود حلال و حرام کی تمیز ختم ہوتی جارہی ہے اور تکاثر (زیادتی کی چاہت) نے تمہیں مقصد حیات ہی سے غافل کر دیا ہے (**التکاثر 1**) کے مصداق **ھل من مزید** کی دوڑ میں لگا ہوا ہے، الا ماشاء اللہ جبکہ نبی ﷺ نے حرام سے بچنے کیلئے مشتبہ چیزوں سے بھی بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''حرام واضح ہے اور حلال بھی واضح ہے، ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ حرام ہیں یا حلال، جو شخص اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچانے کیلئے ان مشتبہ چیزوں سے بچے گا وہ سلامتی میں رہے گا لیکن جو شخص ان میں سے کسی میں مبتلا ہوگا اُس کا حرام میں مبتلا ہونا بعید نہیں، جس طرح کوئی شخص اپنے جانور کسی ممنوعہ چراگاہ کے قریب چراتا رہتا ہے اُن کے اندر داخل ہونے کا امکان رہتا ہے، سنو! ہر بادشاہ کی ایک ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی ممنوعہ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں'' **(بخاری، مسلم و ترمذی)**

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ کوئی چیز کھالی بعد میں پتہ چلا کہ وہ کھانا مشتبہ تھا تو آپؓ نے حلق میں انگلی ڈال کر اس کو قے کر دیا ، آہ! صدیقؓ کے نام لیواؤں کو حرام کی بھی پرواہ نہیں رہی۔

چوری، ڈاکہ اور بھتہ خوری بھی بہت بڑا ظلم اور حرام ذریعۂ معاش ہے جس کی سزا جہنم کی آگ ہے اور ایک اسلامی حکومت میں اس کی سزا قطع ید (ہاتھ کا کاٹا جانا) ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جو آدمی چوری کا مال کسی سے خریدتا ہے درآنحالیکہ اسے معلوم ہے کہ وہ مال چوری کا ہے تو وہ خریدنے والا بھی دراصل چور ہے'' خیانت، دھوکا دہی اور ناپ تول میں کمی بھی دراصل چوری ہی ہے۔

ذخیرہ اندوزی سے مال کمانا بھی حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''ذخیرہ کرنے والا ملعون ہے'' **(ابن ماجہ)** یعنی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ لعنت سے مراد وہ شخص اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم اور اُس کے غضب کا مستحق ہے۔ دوسری روایت ہے ''جو شخص 40 دن تک غلہ روکے رکھے اگر وہ اس سارے مال کو صدقہ بھی کر دے تو اس کے گناہ کا کفارہ نہ ہوگا'' آٹے چینی اور اشیائے خورد و نوش کو چھپا کر مہنگے داموں فروخت کرنے والے اور بھوکے عوام کا خون چوسنے والے قیامت کے دن کیا جواب دینگے؟

شراب، جوئے، منشیات کی خرید و فروخت، فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والے آلات اور اشیاء کی خرید و فروخت، آلاتِ موسیقی فحش لٹریچر، لاٹری اور انشورنس کی بعض ناجائز صورتیں، تمام حرام اشیاء کی خرید و فروخت، فلموں کی کمائی، نائٹ کلب، سنیما اور بے حیائی کو فروغ دینے والے مساج سینٹرز اور بیوٹی پارلر، مصنوعی داڑھیوں اور بالوں کی خرید و فروخت، قحبہ خانے، کاہن، جوگی، پامسٹ اور فال نکالنے والے علم غیب کے دعویدار، داڑھیاں مونڈ کر پیسے کمانا سب حرام کمانے کے ذرائع ہیں **(کُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُجْرِمُونَ)** ''کھاؤ پیو دنیا کی زندگی میں تھوڑے سے مزے کر لو تم بہت بڑے مجرم ہو'' یاد رکھ! **(إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ)** ''تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے'' اور قیامت کے دن کوئی مجرم اسکی گرفت سے بچ نہیں سکے گا۔